

سوال و جواب

ACD 33

Track - 1

77:00

سوال: روحانی نقطہ نظر سے وقت کی کیا اہمیت ہے اس پر کچھ روشنی ڈالیں؟

جواب:

اسی بات کو قرآن پاک میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کیا جانتے ہیں کہ یہ قیامت جو ہے کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کا وقفہ اتنا ہے جیسے پلک جھپکنے سے بھی قریب ترین اس آیت کا صاف مطلب یہ ہے کہ وقت کی پیمائش ہماری زمین میں یہ پیمائش

سوال و جواب

ACD 33

Track - 2

28:00

سوال: خیالات کو قبول کرنے اور خیالات کو رد کرنے کا نام زندگی ہے اس کو روحانی نقطہ نظر سے بیان فرمائیں؟

جواب: (شروع کی ایک منٹ کی ریکارڈنگ ٹھیک ہے)

خیال آیا کہ وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے مطالعہ کرتے ہیں.....
مطالعہ شروع کیا تو آہستہ آہستہ وہ دکان تو ختم ہو گئی اور اس نے لائبریری کی صورت اختیار کر لی لائبریری کی شکل سامنے آئی تو چند پڑھ لکھ حضرات بھی وہاں تشریف لے آئے اور ماحول علمی ماحول بن گیا پھر شوق ہوا کہ جو کچھ پڑھا ہے اگر اس طرح تشہیر کی جائے کہ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچے یہ ایک طرح سے بھلائی ہوگی، نیکی ہوگی، کارخیر ہوگا اور ایک ایسا درخت وجود میں آجائے گا کہ جناب اس سے لوگ مستفیض ہوں گے سکون حاصل کریں گے علم حاصل کریں گے مضمون لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا قدرت کو جس بند سے جو کام لینا ہوتا ہے اسی قسم کے وسائل اور حالات پیدا ہوجاتے ہیں لوگوں کا یہ خیال بالکل صحیح ہے کہ لوگ اپنے لئے حالات کو پیدا کرتے ہیں اپنی زندگی خود بناتے ہیں یا کسی اعلیٰ مقام پر پہنچنے میں صرف ان کی ذات کا تعلق ہوتا ہے اعلیٰ مقام پر پہنچنے میں ذاتی کاوشیں جدوجہد اور محنتیں تو ہوتی ہیں لیکن اگر حالات ساتھ نہ دیں، وسائل سامنے

نہ آئیں تو بڑی سہ بڑی کوششیں بھی ناکامی میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ مضمونوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے جو میرے ذہن میں بات آئی اور جس نے مجھے بہت زیادہ سوچ بچار پر مجبور کیا وہ یہ تھی کہ یہ خیال کہاں سے آتا ہے اور دوسری بات جو سامنے آئی وہ یہ ہے کہ زندگی تو ہے ہی سارے کا سارا خیال۔ مثلاً اگر آپ بھوک کی طرف ذہن متوجہ کریں تو یہ خیال ہے کھانے کے خیال کو آپ بھوک کے لیے پانی کے پینے کے خیال کو آپ پیاس کے لیے لیں۔ اسی طرح گرمی سردی کا احساس اپنائیت اور اجنبیت کا احساس یہ بھی خیال کے سوا کچھ نہیں۔ خیالات کا جو سلسلہ زندگی کو قائم رکھے ہوئے ہے اس سے دنیا کا کوئی بھی ایک آدمی بھی بچا ہوا نہیں۔ خیالات آئیں گے تو آپ زندہ ہیں۔ خیالات آئیں گے تو آپ کھانا کھائیں گے۔ خیالات آئیں گے تو آپ سوئیں گے۔ نیند میں خیالات کا سلسلہ ٹوٹے گا تو آپ بیدار ہوں گے۔ یعنی آپ یہ دیکھیں کہ ساری زندگی جو خیالات کے تانے بانے پر بنی ہوئی ہے غالباً نہ کہ ... عالم تمام حلقہء دام خیال ہے۔ ساری دنیا کیا ہے؟ مختصر یہ کہ یہ خیالات کے سوا کچھ نہیں۔ یہ سوال ذہن میں میرے بار بار آتا رہا۔ خیال کہاں سے آتا ہے؟ کیوں آتا ہے؟ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خیالات کہاں سے بھی آتے ہیں۔ دماغ میں ایسی کون سی مشین فٹ ہے جو خیال کو مشین قبول کرتی ہے کون سا سیٹ لگا ہوا ہے؟ تو اس کھوج میں بہت کتابیں پڑھیں جو بھی کتاب ملی۔ نفسیات سے متعلق ملی۔ طبیعات سے متعلق ملی۔ قرآنی تفاسیر پڑھیں۔ یہ تو مسئلہ حل ہو گیا کہ زندگی نام ہے خیالات کا۔ خیالات کو قبول کرنے یا رد کرنے کا جو نام ہے وہ زندگی ہے۔ مثلاً ایک آدمی مرتا ہے تو قانون یہ ہے کہ جب تک کوئی آدمی موت کو

accept

نہیں کر لیتا وہ اس دنیا سے کبھی نہیں مرے گا۔ یہ قانون ہے اب آپ کہتے ہیں مرنا تو کوئی نہیں چاہتا کہ یہ جاتا ہے کہ مرنا کوئی نہیں چاہتا لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی موت کو قبول نہ کرے یا زندگی سے مایوس نہ ہو جائے مرنے گا نہیں۔ آپ نہ دیکھا ہوگا لوگوں کی عمر بڑی ہوتی ہے تو ہمارے بزرگ کے نا شروع کر دیتے ہیں بھئی اب ادھر کا سفر ہے اب ادھر کی تیاری ہے کوئی کہتا ہے جی قبر میں پیر لٹکے ہوئے ہیں۔ کوئی یہ کہتا ہے گا میں اب تو ادھر کی فکر ہے اب ادھر کی بہت اچھی گزر گئی جو گزر گئی بس اب ادھر کی اچھی ہے۔ اس کا مطلب اب وہ مرنے کے لئے تیاری شروع ہو گئی ہے جو لوگ عمر کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے ہیں ان کی عمر کم ہوتی ہے وہ مر جاتے ہیں وہاں بھی اگر آپ غور کریں وہاں ایک بات آپ کو نظر آئے گی کہ وہ آدمی زیادہ تر کم عمری میں انتقال کر جاتا ہے جن کے عمر مایوسی طاری ہو جاتی ہے کوئی بھی وجہ ہو گھر کے حالات ہوں۔ کاروبار میں نقصان ہو۔ اس کو یہ احساس ہو جائے کہ میرے گھر والے مجھے کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ چاہے وہ غلط ہی ہو۔

بہر حال پوری عمر سے پہلے جو لوگ مرجاتہ ہیں ان کے پیچھے ایک مایوسی جو
 ہے وہ آپ کو نظر آئے گی۔ مایوس ہونا بھی خیال ہے پر امید ہونا بھی خیال
 ہے مایوس ہونا بھی خیال ہے بچپن وہ بھی ایک خیال ہے جوانی وہ بھی ایک
 خیال ہے اب دیکھئے ذرا سا بچہ بڑا ہوتا ہے آپ اسے مٹا دیتے ہیں کہ گامچہ مٹا
 نہیں دے گا میں بڑا ہو گیا ہوں اب اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مٹے گا جو خیالات
 ہیں اس سے ترقی کر گیا ہے وہ آگے بڑھ گیا ہے تو بہر حال یہ بات سمجھ میں آئی
 ہے جو دنیا جو ہے خیالات کے علاوہ کچھ نہیں ہے یہ بھی مسئلہ حل ہو گیا کہ
 خیالات اللہ کی طرف سے آتے ہیں اللہ کی طرف سے آتے ہیں تو اللہ نہ کوئی
 نظام بنایا کوئی قانون بنایا کوئی سسٹم ہوگا کہ خیالات مسلسل آ رہے ہیں
 کوئی آدمی مرنا نہیں چاہتا لیکن اس کے ذہن میں بار بار یہ خیال آتا ہے کہ
 مرجانا چاہئے کوئی آدمی بغیر روٹی کھائے زندہ ہی نہیں رہ سکتا کوئی
 آدمی بغیر پانی پئے زندہ ہی نہیں رہ سکتا کوئی آدمی بغیر سوئے زندہ نہیں
 رہ سکتا کوئی آدمی اگر ساری زندگی سوتا رہے تو اسے سونا نہیں کہتے اسے
 کہتے کوما میں چلا گیا ہے اس کے اوپر جب غور و فکر کیا گیا تو مضمون نویسی
 کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا مضمون نویسی میں اس وقت ایک اخبار حریت نکلتا
 تھا اسے ابتدا سے اس سلسلہ شروع ہو گیا اس میں چھوٹے چھوٹے مضمون لکھے
 مضامین میں کچھ ایسی باتیں بھی آگئیں کہ بھئی اگر اس قسم کے خیالات ہوں
 تو آدمی صحت مند رہتا ہے ایسے خیالات ہوں تو آدمی خوش رہتا ہے اس
 قسم کے خیالات ہوں تو آدمی بیمار رہتا ہے اس قسم کے خیالات میں آدمی
 ذہنی انتشار کا شکار رہتا ہے تو ڈاک کا سلسلہ شروع ہو گیا اس زمانہ میں
 ہفتے میں دو تین خط آتے تھے بڑے خوش ہوتے تھے کہ بھئی ہمارے ڈاک میں دو
 خط آئے ہیں تین آئے بھئی اس ہفتے تو کمال ہے ہو گیا ہفتے میں پانچ خط
 آگئے وہ سلسلہ اب تک قائم ہے آپ نے دیکھا ہوگا روحانی ڈائجسٹ میں بھی
 مسائل کا کالم ہے جنگ میں بھی قارئین کے مسائل کے نام سے آتا ہے مختصر
 ہے کہ خیالات کا سلسلہ جو قائم ہے تو ہر انسان کے اندر دو قسم کے
 خیالات آتے ہیں اور یہ دو قسم کے خیالات ہیں اس کی زندگی ہے ایک خیال و
 ہے جو انسان کو دن میں آتا ہے سوئے جاگتے ہیں آتے ہیں چلتے پھرتے آتے
 ہیں بیداری میں آتے ہیں اور دوسرے خیال وہ جو انسان کو سوئے میں آتے ہیں
 خواب میں دیکھ رہے ہیں خواب دیکھنا جو ہے وہ ایسی بات نہیں کہ ہر
 آدمی خواب نہیں دیکھتا بلکہ بیداری کے خیالات سے جیسے ہی آپ سونے کے
 خیالات میں مرکزیت قائم کر لیتے ہیں اس کا نام سونا ہے ایسا نہیں کہ آپ
 سو گئے ہیں تو آپ خواب میں دیکھ رہے ہیں وہ بس آپ نے آنکھیں بند کیں
 خیالات کی جو پٹری ہے وہ تبدیل ہو گئی یعنی خیالات کی پٹری پر چلنے والی
 گاڑی کی رفتار اگر ہلکی ہے وہ بیداری ہے اور خیالات کی پٹری پر چلنے والی
 گاڑی کی رفتار اگر بہت تیز ہے یہ خواب ہے سونا ہے اب انسان جو ہے ساری
 زندگی دو خیالات میں رد و بدل ہوتا رہتا ہے ایک بیداری میں ایک خواب میں

اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بڑی وضاحت سے بیان فرمایا کہ ہم رات کو دن میں داخل کردیتے ہیں دن کو رات میں داخل کرتے ہیں رات میں دن نکال دیتے ہیں..... ہم رات پر دن نکال لیتے ہیں اور دن میں دن رات نکال دیتے ہیں رات کو ادھیڑ لیتے ہیں یعنی یونٹ ایک دن کو ادھیڑ لیتے ہیں اور دن پر دن رات کو ادھیڑ لیتے ہیں اور ایک رخ کا نام رات ہے اور ایک رخ کا نام بیداری ہے جب بیداری کا رخ غالب ہوتا ہے تو رات والا رخ مغلوب ہوجاتا ہے اور جب رات والا حواس کا رخ غالب ہوتا ہے تو بیداری کے حواس کا رخ مغلوب ہوجاتا ہے یعنی انسان کی زندگی اگر دو لفظوں میں بیان کی جائے تو وہ یہ ہے کہ وہ دو حواس میں زندگی گزار رہا ہے ایک حواس ہمیشہ غالب رہتا ہے اور ایک حواس ہمیشہ مغلوب رہتا ہے۔ اگر دن کے حواس جس کو اللہ نے نهار کے حواس سے جدا کر دیا ہے تو انسان بیداری میں زندگی گزار رہا ہے اور اگر رات کے حواس غالب ہیں تو انسان بیداری سے ہٹ کر خواب کے حواس میں زندگی گزار رہا ہے جب بیداری کے حواس زیر بحث آتے ہیں تو انسان کی اسپید کم ہوجاتی ہے انسان کے اوپر بھاری پن، کشش ثقل کا جو سلسلہ ہے وہ غالب ہوجاتا ہے وہ مجبور ہوتا ہے کہ ٹائم فیکٹر کے ساتھ زندگی گزارے مثلاً اگر آپ یہاں سے مسجد تک تشریف لے جائیں تو آپ کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ ٹائم اور اسپیس کو نظر انداز کردیں آپ بھاگ کر چلیں آہستہ آہستہ چلیں ٹھہر ٹھہر کر چلیں ٹائم کم زیادہ تو ہوجائے گا لیکن ٹائم بھی آپ کو لگانا پڑے گا اور اسپیس بھی مثلاً اب یہاں سے اگر دو سو قدم مسجد ہے تو مسجد تک پہنچنے کے لئے آپ نے دو سو قدم اسپیس کو اپنے پیروں میں لپیٹا اور ساتھ ہی ساتھ اب یہاں سے مسجد پانچ منٹ ہے تو پانچ منٹ وقفہ آپ کا لگا یعنی ٹائم اسپیس کا مطلب یہ ہوا کہ دو سو قدم آپ زمین پر چلے معلق نہیں ہوتے خلاء میں نہیں چلے زمین پر چلے ایک پیر رکھا دوسرا پیر رکھا تیسرا رکھا یعنی زمینی مجبوری ہے کہ آپ اس پر چلیا اسپیس پر اور دوسری بات یہ کہ زمین پر ایک قدم دو قدم سو قدم دو سو قدم آپ چلیں ان دو سو قدم اٹھانے میں کچھ نہ کچھ وقت بھی لگاؤ وقت جو ہے ٹائم ہے یعنی بیداری کے حواس جو ہیں وہ ٹائم اور اسپیس میں بندھے ہوئے ہیں آپ بیداری کے حواس میں ٹائم اسپیس کو کسی بھی صورت میں نہ نظر انداز کرسکتے ہیں اور نہ آپ چل سکتے ہیں مثلاً آپ چھلانگ لگائیں تو چھلانگ لگانا بھی یہ آپ تو کرسکتے ہیں کہ یہاں سے وہاں تک چھلانگیں لگائیں لیکن یہ چھلانگیں لگانے میں زمین کا جو

concept

ہے وہ ختم نہیں ہوتا یہ ضرور ہوسکتا ہے کہ ٹائم کم ہوجائے اور یا آپ سائیکل پر جائیں اور کم وقت لگ جائے گا کار میں جائیں اور کم وقت لگ جائے گا ایک آدمی دوڑ کے جاتا ہے ظاہر ہے کہ کم وقت لگے گا ایک آدمی آہستہ آہستہ جاتا ہے وقت تھوڑا زیادہ ہوجائے گا لیکن یہ مجبوری ہے کہ دن کے حواس میں

کوئی انسان ٹائم اسپیس سے آزاد نہیں ہوتا۔ اسپید بڑھا سکتا ہے ، گھٹا سکتا ہے ۔ اب اگر ہم لاہور جاتے ہیں ۔ اب لاہور اگر ہم پیدل چلیں تو ممکن ہے تین مہینے لگ جائیں ۔ لیکن اگر ہم کار سے چلیں دو دن میں پہنچ جائیں گے۔ ریل سے چلیں چوبیس گھنٹے میں پہنچ جائیں گے ۔ ہوائی جہاز سے چلیں ڈھائی گھنٹے میں۔ لیکن کراچی اور لاہور کا جو سفر آپ نہ کیا ہے اس میں نہ زمین کو نظر انداز کر سکتے ہیں اور نہ ٹائم کو۔ ٹائم کو آپ گھٹا بڑھا سکتے ہیں۔ یہ جو آپ کے دن کے حواس ہیں یعنی جب یولج اللیل من اللیل۔ یولج اللیل من اللیل۔ اللہ تعالیٰ دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور رات کو دن میں داخل کرتا ہے۔ اب جب یہ دن کے حواس ٹائم اسپیس کی پابندی کے حواس سے جب آپ آزاد ہوتے ہیں تو خواب کے حواس میں چلے جاتے ہیں۔ اب خواب کے حواس میں اسپیس زیر بحث نہیں آتا۔ مثلاً آپ نہ خواب دیکھائیں۔ آپ سورہے ہیں اور خواب میں دیکھا کہ مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس کے سامنے حاضر ہیں اور درود شریف پڑھ رہے ہیں۔ کسی نہ آپ کا انگوٹھا لایا۔ آپ پھر یہاں آگئے۔ اتنی زیادہ اسپید ہو گئی خواب کے حواس میں یا رات کے حواس میں کہ اس کا آپ یہ نہیں کہہ سکتے۔ صاحب دو گھنٹے میں پہنچ گئے۔ ایک منٹ میں پہنچ گئے۔ ایک سیکنڈ بھی نہیں کہہ سکتے۔ ایک سیکنڈ بھی نہیں کہہ سکتے۔ اس لئے کہ جب آپ مدینہ منورہ پہنچ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ سب کو یہ سعادت نصیب کرے۔ تو اس میں ایک سیکنڈ ایک لمحہ ایک آن ایسا کچھ نہیں لگتا۔ اور جب واپس آتے ہیں تو اس میں بھی کوئی وقت نہیں لگتا۔ اب اس کا مطلب یہ کہ انسان دو حواس میں سفر کرتا ہے۔ ایک حواس میں وہ ٹائم کا پابند ہے۔ بندھا ہوا ہے۔ نکل نہیں سکتا۔ کسی بھی صورت سے۔ اسپید کم زیادہ ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کے برخلاف دوسرے حواس میں رات کے حواس میں انسان ٹائم اسپیس سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اب اس کا مطلب یہ ہوا کہ انسان جب مادی جسم کے ساتھ سفر کرتا ہے تو اس کے اوپر ٹائم اسپیس کی پابندی لازم آجاتی ہے۔ اور جب انسان کا مادی جسم بستر پر لیٹا ہوا ہے ۔ سانس بھی لے رہا ہے۔ دوران خون بھی ہے۔ دل بھی دھڑک رہا ہے۔ ہر چیز ہے۔ لیکن جسم کو چھوڑ کر روح نہ جب جسم سے آزادانہ سفر اختیار کیا ابھی ... صاحب نہ قرآن پاک کی آیت تلاوت کی کہ ہم روح قبض کر لیتے ہیں آدمی مرجاتا ہے ۔ یعنی روح قبض کرنے کا مطلب یہ کہ روح کو اس بات کی اجازت نہیں دی جاتی کہ دوبارہ اس جسم سے مادی جسم سے کام لے۔ جب روح کو اس بات کی اجازت نہیں دی جاتی کہ مادی جسم سے دوبارہ کام لے۔ اس کا مطلب کہ ہم میں مرنا۔ لیکن جب روح اس مادی جسم کو ساتھ لے کر سفر کرتی ہے اس کو ہم جینا کہتے ہیں۔ اب اس قانون سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ انسان بیک وقت دو خیالات میں دو حواس میں زندگی گزارتا ہے۔ کوئی انسان ہو وہ دنیا کے کسی خطے کا رہنے والا ہو۔ امریکہ میں ہو، برطانیہ میں ہو، پاکستان میں ہو۔ کسی دوسرے عالمین میں ہو۔ اللہ تعالیٰ نہ لاکھوں کروڑوں دنیائیں بنائی ہیں۔ وہ پابند ہے اس کے دو خیالات

میں زندگی گزارا ایک خیال اس کو پابند رکھتا ہے میں زمین کے اوپر اور وہ پابندی اس بنیاد پر ہے کہ وہ میٹر کے ساتھ سفر کرے جسمانی مادی جسم کے ساتھ اور دوسرے کے مادی جسم کے بغیر وہ سفر کرتا ہے اب یہ تو طے ہو گیا کہ انسان کے اندر دو صلاحیتیں ہر وقت ہر آن کام کرتی ہیں دن کے وقت بیداری کے حواس کام کرتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہمارے رات کے حواس مر گئے رات کے حواس موجود ہیں لیکن جب ہم اس بیداری کے حواس سے الگ ہوں گے تب رات کے حواس میں داخل ہوں گے اور جب ہم رات کے حواس سے الگ ہوں گے دن کے حواس میں داخل ہوں گے اب دیکھنا یہ کہ آدم علیہ السلام جب جنت میں تھے جنت کے بارے میں آپ سب جانتے ہیں کہ وہاں ٹائم اسپیس نہیں ہوتا مثلاً اللہ تعالیٰ نے کہا ... حیث شئتما ... جہاں سے دل چاہے کھاؤ ... رغدا حیث شئتما ... کروڑوں میل کے فاصلے پر سیب لگا ہوا ہے آدم علیہ السلام کا یا کسی بھی بندے کا ... اللہ تعالیٰ جنت عطا کرے ... دل چاہے کہ سیب کھاؤ آپ کو وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے سیب خود ہی آجائے گا دوسری بات یہ کہ سیب کو درخت میں پکنے کا وہاں انتظار نہیں کرنا پڑتا لگے لگے ہی وہ پک جاتا ہے جب آدم جنت میں تھے اس کا مطلب یہ ہوا کہ آدم بغیر مادی جسم کے روح کے ساتھ تھے اب آدم سے غلطی سرزد ہو گئی اس غلطی کی پاداش میں اس غلطی کی سزا میں آدم کو اس مادی جسم کا بوجھ اٹھانا پڑا یعنی خیالات میں ایک تبدیلی آئی جنت میخیالات لطیف تھے جب غلطی ہو گئی جس طرح بھی ہوئی تو اب آدم کے ذہن میں ایک تصور یہ ابھرا کہ میں نے غلطی کی میں نے ظلم کیا میں نے جہالت کی تو ظلم اور جہالت بجائے اس کے آپ کہیں گے ظلم و جہالت تاریکی کے علاوہ کچھ نہیں ہے بھئی آپ کسی ظلم کو جہالت کو نہیں جس دن یہ تصور آدم کے ذہن میں ابھرا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوئی ہے اور میں نے اپنے اوپر ظلم کر لیا ہے جیسے ہی ظلم کا تصور آدم کے ذہن میں آیا تو مادی جسم تشکیل پا گیا اور آدم کی روح کو پابند کر دیا گیا کہ اب آزادانہ روح سفر نہیں کر سکتی یہ ٹائم اسپیس کی پابندی طاری ہو گئی لیکن ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے اللہ تعالیٰ کو پتہ تھا یہ معافی تلافی کریں گے پھر جنت میں انہیں بھیجا ہے تو اللہ تعالیٰ نے وہ جو جنت کے حواس ٹائم اسپیس سے آزاد حواس ہیں وہ آدم سے چھینے نہیں بلکہ یہ کہ ٹھیک ہے اب دنیا میں تم جاؤ جو کچھ تم نے کیا اس کو بھگتو لیکن ہمارے بندے تمہارے پاس آتے رہیں گے تمہیں اچھائی اور برائی کا درس دیتے رہیں گے اگر تم نے پھر یہی چیزیں اختیار کر لیں جو جنت میں ہے تمہیں تمہاری جنت تمہارا وطن دوبارہ واپس کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ نے چونکہ یہ کہہ دیا ہے کہ جنت دوبارہ واپس مل جائے گی اس لئے جنت کے حواس کا ہونا ضروری ہے لہذا کیا ہوا کہ جنت میں جب آدم سے نافرمانی ہوئی تو رات کے حواس مغلوب ہو گئے مادی حواس غالب ہو گئے اور جب انسان یہاں سوجاتا ہے چونکہ وہ جنت کے حواس انسان کے اندر موجود ہیں وہ جنت کے حواس متحرک ہوجاتے ہیں اور

جسمانی حواس مغلوب ہوجاتے ہیں اس کا مطلب یہ کہ اب ہم یوں کہیں گے انسان کی زندگی دو حواس میں قائم ہے ایک حواسِ یہ کہ وہ نافرمانی کے حواس ہیں اور سارے کا سارا وہ بیداری کے حواس ہیں آپ غور کریں دن میں دنیا بھر کا ہوس، دنیا بھر کا ظلم دنیا بھر کی غلطیاں، حسد، نافرمانیاں دن کے حواس میں ہوتے ہیں کیا مطلب ہوا اس کا کہ جب تک آپ مادی حواس میں رہیں گے اس وقت تک آپ وہی سب کچھ کرتے رہیں گے جس کا تعلق نافرمانی سے ہے اور جب اس مادی حواس سے آپ نکلیں گے آپ جنت کے حواس میں داخل ہوجائیں گے اب بزرگوں نے اولیاء اللہ نے رسول اللہ کے منتخب بندوں نے اولیاء اللہ نے خود پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام نے جتنی بھی نوع انسانی کو تعلیم دی ہے آپ اس پر اگر غور کریں وہ یہی ہے کہ اصل زندگی جو ہے وہ جنت ہے اور نقل زندگی دنیا کی ہے اگر دنیا میں رہتے ہوئے جنت کی زندگی کا کام کر لیا تو جنت مل جائے گی اب یہ جو آپ کا مراقبہ ہے مراقبہ میں کیا ہوتا ہے؟ یا آپ سوتے ہیں سوگئے سونے کا مطلب یہ کہ آپ کا اپنے مادی جسم سے تعلق ٹوٹ گیا اس کا کیا مطلب ہوا؟ پتہ ہے کوئی آدمی سوتا ہے ڈھول بھی بجتے رہیں اسے پتہ نہیں ہوتا تو جب سوتے ہیں تو مادی جسم سے آپ کا تعلق ٹوٹ جاتا ہے اور جیسے ہی اس مادی جسم سے مادی حواس سے دن کے حواس سے آپ کا تعلق ٹوٹا آپ فوراً جنت کے حواس میں چلے گئے ٹائم اسپیس سے آزاد ہو گئے یہ مراقبہ جو ہے اس لئے ہے کہ صاحب آنکھیں بند کر لو دنیا کی طرف سے اپنا ذہن ہٹالو مادی خیالات کی نفی کر دو بھئی جب مادی خیالات کی نفی ہو گئی دنیا کی طرف سے ذہن ہٹ گیا تو اب کیا رہ گیا؟ روح باقی رہ گئی کون سی روح باقی رہ گئی وہ جنت والی روح باقی رہ گئی تو مراقبہ سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے مادی حواس کی نفی کر کے ان حواس کو اپنے اوپر غالب کر لے جو حواس جنت کے حواس ہیں جو حواس رات کے حواس ہیں اب مختصر بات یہ ہوئی کہ انسان اگر اس دنیا میں رہتے ہوئے جنت میں جانا چاہتا ہے انسان اس دنیا میں رہتے ہوئے مرنے کے بعد کی زندگی سے واقفیت چاہتا ہے تو اس کو کوئی کام نہیں کرنا صرف اتنا کرنا ہے اسکو کہ اس کے جو رات کے حواس ہیں اس کو کسی طرح بیداری میں منتقل کرنا ہے اولیاء اللہ کا کمال رہا ہے آپ نے سنا ہوگا کہ یہاں بیٹھ کر وہاں دیکھ رہے ہیں خواجہ غریب نواز تھے ان کے پیر و مرشد نے ہائیس سال خانقاہ کا پانی جب بہر لیا خواجہ غریب نواز سے ان کے پیرو مرشد نے ہائیس سال خانقاہ کا پانی بہر لیا تو ہائیس سال ہو گئے تو کہا میں اتنا عرصہ ہو گیا تم ہمارے پاس آکر بیٹھو تربیت تھی وہ ہائیس سال وہ بڑے خوش ہوئے کہ مجھے بٹھایا میرے استاد ہیں انہوں نے دو انگلیاں ان کے سامنے رکھی اور کہا کیا نظر آتا ہے انہوں نے کہ حضور ان دو انگلیوں کے درمیان اتھارے ہزار عالمین کا مشاہدہ کر رہا ہوں کیسے ہوا صرف پیرو مرشد کی تربیت ہائیس سال کی ریاضت سے آنکھ کے اندر اتنی طاقت پیدا ہو گئی کہ جب پیرو مرشد نے اشارہ کیا تو دن کے حواس مغلوب ہو گئے اور

رات کے حواس طاری ہو گئے اور جب رات کے حواس غالب ہو گئے تو ظاہر ہے
اٹھارے ہزار عالمین کا مشاہدہ تو کرنا ہی جتن ہے آپ حضرات یہاں تشریف
فرما بیان کا یہ کام ہے کہ مراقبہ روحانیت ماورائی علوم، آسمانی علوم، ...
کے علوم یہ کہیں باہر سے آپ کو نہیں لانا پڑیں گے یہ تو آپ کے اندر موجود
ہیں بس یہ کرنا ہے کہ آپ اس بات کی پریکٹس کریں کہ جس طرح بیدار ہیں آپ
اسی طرح سوئیں بھی یعنی بیداری میں رات کے حواس کو استعمال کرنا سیکھ
لیا سہے مراقبہ کا تہہ ہے

end